سعودی عرب کی حکومت کے ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دل اس لیے بھی دھڑکتے ہیں کہ اس نے ''حرمین شریفین'' کی خدمت کیلئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ شاہ عبدالعزیزؒ سے لے کر شاہ عبداللہ تک ''حرمین شریفین'' کی تزئین و آرائش اور توسیع و تعمیر کا جتنا کام ہوا، اور ہو رہا ہے شاید سرزمین حجاز کی پوری تاریخ میں کبھی بھی اتنا کام نہیں ہوا، ابھی شاہ عبداللہ کے حکم سے ''حرمین شریفین'' کی توسیع کا جو کام جاری ہے، وہ مکمل ہونے کے بعد اگلے تقریباً سو برس تک مزید توسیع کی ضرورت نہ رہے گی۔

سعودی عرب کے بادشاہ خود کو ''خادم الحرمین الشریفین'' کہلانا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ آج دنیا بھر کے مسلمان اگر سعودی عرب کی حکومت کا احترام کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حکومت نے خود کو حرمین شریفین اور ہر سال لاکھوں کی تعداد میں دنیا کے کونے کونے سے آنے والے اللہ کے مہمانوں کی خدمت کیلئے وقف کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کی حکومت کو کمزور کرنے کی کوئی سازش سامنے آتی ہے تو دنیا بھر کے مسلمانوں میں تشویش کی لہر دوڑ جاتی ہے اور وہ مسلکی اور فقہی اختلافات سے بالاتر ہو کر ایک ایسی حکومت کی مدد و اعانت اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں جس نے اپنی سرزمین پر قرآن و سنت کے نظام کو نافذ کر رکھا ہے۔

گزشتہ چند برسوں سے مشرق وسطی کے بعض ممالک میں تبدیلی کی جو لہر اٹھی ہے بعض حاسدین تب سے یہ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ اس ''انقلاب'' کو سعودی عرب اور خلیجی ریاستوں تک پھیلا دیا جائے لیکن سرتوڑ کوششوں کے باوجود اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو پائے۔ اس کی بڑی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے ممالک کے حکمرانوں نے اپنے عوام کی فلاح و بہبود اور ان کو بنیادی سہولیات کی فراہمی کیلئے بے شمار اقدامات کیے ہیں اور ریاستی وسائل پر قابض ہونے کے بجائے عوام کو ان میں شامل کیا ہے اور وہاں کے عوام نہ صرف اپنے حکمرانوں سے خوش ہیں بلکہ ان کی درازی عمر کیلئے دعا گو رہتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ اگر ''جمہوری'' حکمران ان پر مسلط ہو گئے تو وہ ان کا حشر بھی وہی کریں گے جس سے دیگر ممالک کے ''جمہوری'' عوام دوچار ہیں۔ اس لیے سعودی عرب، کویت، بحرین اور متحدہ عرب امارات کے عوام ایسی جمہوریت سے پناہ مانگتے ہیں جو انہیں مسائل سے دوچار کر دے اور ان کے منہ سے آخری نوالہ بھی چھین لے۔ وہ ایسا سوچنے میں یقیناً حق بجانب ہیں کہ حکومت کا کام عوام کو سہولیات اور انصاف فراہم کرنا ہے نہ کہ انہیں مسائل سے دوچار کر کے پریشان کرنا۔ شاہ جی کا خیال ہے کہ کم از کم سعودی عرب میں وہ ''جمہوریت'' کبھی نہیں آنی چاہیے جس کا ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہم حرمین شریفین میں ویسے سکون اور اطمینانِ قلب کے ساتھ عبادت بھی نہیں کر پائیں گے، جس طرح آج ممکن ہے۔

مسجد نبویؐ کی جدید تعمیر و توسیع اور آلِ سعود

تحریر: حضرت مولانا ابوحمزہ سعید مجتبیٰ السعیدی

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے گزشتہ برس فضیلۃ الشیخ صالح عبدالرحمٰن الحصین حفظہ اللہ رئیس شئون المسجد الحرام والمسجد النبوی الشریف کی دعوت پر دیگر انیس رفقاء کرام کی معیت میں عمرہ کرنے اور حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس دورے میں نقابت و ترجمانی کے فرائض راقم کو سونپے گئے۔ محترم میزبان نے مکہ مکرمہ میں امام مسجد حرام فضیلۃ الشیخ خالد الغامدی حفظہ اللہ سے اور مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ کے امام فضیلۃ الشیخ صالح البرید حفظہ اللہ سے وفد کی ملاقات کا اہتمام بھی کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مسجد نبوی

زمین کے جس حصے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے مخصوص و متعین کر دیا جاتا ہے اسلامی اصطلاح میں وہ جگہ ''مسجد'' کہلاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ روئے زمین پر سب سے بہترین جگہ مسجد اور بدترین جگہ بازار ہیں۔

اسلامی معاشرے کی اصلاح اور تعمیر و ترقی میں مسجد کا کردار سب سے زیادہ اہم ہوتا ہے۔ یہ مسجد ہی کا کردار تھا کہ عرب کے بدو اور اونٹوں کے چرواہے جو تہذیب و تمدن اور ترقی سے کوسوں دور تھے وہ مسجد کے ماحول اور رسول اکرم ﷺ کی عظیم روحانی تربیت کے نتیجے میں قوموں کے امام و پیشوا اور اس دور کی سپر پاور کے فاتح بن گئے۔ مسجد میں اجتماعی طور پر عبادت بجالانے سے اس میں باقاعدگی آتی ہے۔ تمام نسلی، خاندانی، قومی اور مالی امتیازات ختم ہو جاتے ہیں اور تمام چھوٹے بڑے، امیر و غریب ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر مساوات انسانی کا سبق ہی حاصل نہیں کرتے بلکہ اس کا عملی مظاہرہ بھی سب کے سامنے آتا ہے۔ آپس میں اخوت و ہمدردی اور پابندی وقت کے علاوہ لوگ یہاں سے تنظیم و طاعت کا سبق بھی حاصل کرتے ہیں۔ انہی مساجد سے دینی علوم کی اشاعت اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی نشو و نما ہوتی ہے۔ الغرض اصلاح معاشرہ کیلئے